سرزمینِ جھنگ ایک تعارف

سرزمینِ جھنگ ایک مردم خیز علاقہ، رومان پرور دھرتی اور اولیائے کرام کا مسکن ہے۔ یہ دریائے چناب اور جہلم کا سنگم، زرخیزی میں بے مثل، پُر تاثیر فضا اور نابغہ روزگار ہستیوں کی جنم بھومی ہے۔ اس مردم خیز دھرتی نے نواب وزیر خان، چانکیہ، ٹوڈر مل اور سعد اللہ چنیوٹی جیسی علمی شخصیات، سلطان العارفین حضرت سلطان باہو جیسی روحانی ہستی، دمودر جھنگی، صدیق لالی اور عبدالکریم جیسے پنجابی شاعر، ہرگوبند کھورانہ اور ڈاکٹر عبدالسلام جیسے نوبل انعام یافتہ سائنس دان، حکیم محمد سعید خان اور مولوی امیر دین جیسے جید طبیب، خواجہ یونس حسن شہید، سرفراز رفیقی شہید، بریگیڈیر نصرت شہید جیسے جانباز، کمانڈر احمد تسنیم، جیسے غازی، سید اسد علی شاہ، جیون خان ڈب، سلطان حمید، رائے ریاض حسین (پرسنل سکریٹری وزیر اعظم، سابق قونصلیٹ جنرل سری لنکا، سفیر انڈیا) اور رئیس عباس زیدی جیسے بیوروکریٹ، جسٹس منظور سیال جیسے منصف، آئی جی پنجاب طارق سلیم ڈوگر جیسے منتظم، سید علی رضا (صدر و چیئرمین نیشنل بنک آف پاکستان) جیسے بینک کار، نذیر ناجی، عرفان چغتائی اور عباس اطہر جیسے صحافی و تجزیہ نگار، ڈاکٹر شہریار جیسے ماہرِ امراض قلب، شیر افضل جعفری، مجید امجد، کیپٹن جعفر طاہر، محمود شام، عبدالعزیز خالد، رام ریاض، علی اکبر عباس اور صفدر سلیم سیال جیسے بلند پایہ شاعر، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا اور ڈاکٹر ناصر عباس نیئر جیسے نقاد اور محقق، کرنل عابد حسین، میجر مبارک علی شاہ، غلام حیدر بھروانہ، سیدہ عابدہ حسین، مخدوم فیصل صالح حیات اور ریاض حشمت جنجوعہ جیسے کہنہ مشق اور مدبر سیاست دان، سید نسیم عباس رضوی اور ڈاکٹر علامہ طاہر القادری جیسے دینی رہنما، منصور ملنگی، طالب حسین درد، اللہ دتہ لونے والا اور غلام عباس جیسے گلوکار، افضال احمد اور جیون سلطان جیسے اداکار اور علیم ڈار جیسے کرکٹ امپائر پیدا کیے۔

جھنگ شعر و ادب، علم و حکمت، عشق و مستی، مہر و محبت، خلوص و جانبازی، ہریالی و شادابی کی لازوال بستی ہے۔ جھنگ کی اس لازوال بستی کا تعارف معروف ادیب، بیوروکریٹ اور سابق ڈپٹی کمشنر جھنگ قدرت اللہ شہاب کچھ اس طرح کرواتے ہیں:

''جھنگ کی سرزمین حسن و عشق، انوار و معرفت اور انوکھی حکمرانیوں کا ایک تاریخی گہوارہ ہے۔۔۔۔۔۔حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی جھنگ کی سرزمین کو اپنے بابرکت قدموں سے نوازا۔ وہ نواب سعد اللہ خان کے دوست تھے اور ان کی معیت میں ایک ہفتہ چنیوٹ میں قیام فرمایا۔ نواب سعد اللہ خان بعد میں شاہجہان کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی ''ہُو'' کی گونج نے اس سرزمین کو شاد اور آباد کیا''

جھنگ قدرتی مناظر، فطری خوبصورت خدوخال کی حامل سرزمین، سرسبز و شاداب دریائی زمین اور وسیع و عریض صحراؤں کا سنگم ہے۔ پروفیسر سمیع اللہ قریشی جھنگ کی فطرتی خوبصورتی اور جھنگ والوں کے مزاج کی عکاسی یوں کرتے ہیں۔

''پنجاب میں ساندل بار کا علاقہ جو کم و بیش علاقہ جھنگ ہی کا قدیم معاشرہ ہے، دریاؤں کے کناروں پر، کہیں عین تھلوں کے قلب میں واقع ہے۔ یہ دور دور تک پھیلے ہوئے سبزہ زار میدانوں کا علاقہ بھی ہے۔ جہاں گندم کے خوشے لہلہاتے ہیں۔ کپاس کی پھٹی کھڑتی ہے۔ دھان کی خوشبو مشامِ جاں میں اتر جاتی ہے۔ گنے کی مٹھاس رگوں میں گھلتی ہے اور پیلی سرسوں پھوٹتی ہے۔ جھنگ کی دھرتی میں پورے پنجاب کے عمومی مزاج کے ساتھ رزم اور رومان کے رنگ مستزاد ہیں۔۔۔۔۔۔ پنجاب کے اس علاقے میں بے باک احساس کی برملا ترجمانی عام ہے۔ یہاں کے لوگ بھرپور سچے اور کھرے انسان ہیں۔ ان میں فطری من چلا پن پایا جاتا ہے۔ رومانی قصّوں اور جرأت و بہادری کی کہانیوں کے اس دیس میں جذبات پر ضبط ایک مشکل ترین مرحلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہیر رانجھا، مرزا

صاحباں، سہتی مراد اور سیماں ملکی کی رومانی داستانیں اسی خطے سے منسوب ہوئیں اور ان میں سے بعض کو تاریخ کی پوری حمایت حاصل ہے۔ اس خطے کا مزاج ہی ایسا ہے کہ زندگی کی لہریں خود بخود جادو بھرے رقص اور مدھر گیتوں میں ڈھل جاتی ہیں'‘

شیر افضل جعفری نے جھنگ کی اس پُر تاثیر فضا کے بارے میں کہا تھا

جلوئے اگر آغوشِ بصارت میں نہ آئے پھر جھنگ میں لوٹ آئیں گے ہم عرش پہ جا کر

جھنگ کی رنگین دنیا اور ادبی دنیا کا نقشہ یوں کھینچے ہیں

یہ مہروں کی، بانکے سیالوں کی دنیا چنہاں دیس کے لاج پالوں کی دنیا
یہ مکھڑوں کی، مانگوں کی، ہونٹوں کی جنت گلابوں کی، سرسوں کی لالوں کی دنیا
یہ امجدؔ کی، طاہرؔ کی، افضلؔ کی دلّی یہ اُردو کے شیریں مقالوں کی دنیا

مختصر یہ کہ جھنگ اپنے جغرافیائی محلِ وقوع کی وجہ سے پاکستان کے دل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جھنگ میں ایک انوکھی پُراسراریت ہے جو شاعری، تصوف اور درویشی کے عناصر سے مرکب ہے جس کا اظہار لفظوں میں ممکن نہیں۔

1848 میں جھنگ کو ضلع کا درجہ دیا گیا انگریزوں کا پنجاب پر قبضہ مستحکم ہو گیا تو جھنگ کا پہلا ڈپٹی کمشنر راجرین مقرر ہوا۔ جھنگ کی پہلے چار تحصیلیں تھیں۔ چنیوٹ، قادر پور، شورکوٹ اور گڑھ مہاراجہ لیکن ۱۸۶۰ء کے بندوبست میں گڑھ مہاراجہ اور قادر پور ختم کر دی گئیں اور جھنگ تحصیل وجود میں آئی۔ ۱۸۸۰ء میں میونسپلٹی جھنگ کی بنیاد رکھی گئی۔ انگریزوں کی عمل داری کے وقت لیہ، حیدر آباد، منکیرہ، پنڈی بھٹیاں ،خوشاب، لائل پور اور منٹگمری جھنگ کی حدود میں شامل تھے۔ ۱۹۰۱ء میں منٹگمری اور کمالیہ کو الگ کر کے الگ ضلع بنا دیا گیا۔ جو اب ساہیوال منٹگمری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ خوشاب اور ساہیوال (سرگودھا روڈ) ضلع شاہ پور میں شامل ہوئے۔ لائل پور کا نیا ضلع معرض وجود میں آیا۔ لیہ مظفر گڑھ میں اور منکیرہ اور حیدر آباد ضلع میانوالی میں شامل کئے گئے۔ اسی طرح پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں شامل ہوا۔

جھنگ کا صدر مقام جھنگ صدر (جھنگ مگھیانہ) بنا دیا گیا۔ جہاں عدالتیں اور ضلعی حکومت کے دفاتر ہیں۔ اسی طرح گڑھ مہاراجا کی بجائے شورکوٹ کو صدر مقام بنا دیا گیا۔

جھنگ کی تاریخی عمارات اور اہم مقامات

جھنگ کی تاریخی عمارات اور مقامات قابلِ دید ہیں۔ بہت سے لوگ جو جھنگ سے گزرتے ہیں یا جھنگ میں اپنے عزیز و اقارب کے ہاں آتے ہیں اُن کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ان تاریخی مقامات کی سیر کریں۔

جھنگ میں مائی ہیر کا مقبرہ، تریموں ہیڈ، چناب کالج جھنگ، چناب پارک (جہاں ابھی تزئین و آرائش کا کام ہو رہا ہے) قابلِ دیدہ مقامات ہیں۔ مائی ہیر کا مقبرہ ایک معروف لوک داستاں ہیر رانجھا کی وجہ سے مرجع خلائق ہے۔ ہیر کا اصل نام عزت بی بی تھا۔ جو اپنے حسن و جمال میں بے مثل تھی۔ جہاں اُس کا مدفن ہے وہاں برہمن گڑھ قلعہ تھا جس کی وجہ سے یہ جگہ اونچی ہے۔ اُس زمانے میں اس کے قلعے کے مشرق کی طرف سے دریائے چناب گزرتا تھا۔ اُس کے آثار آج بھی موجود ہیں بہلول لودھی کے زمانے میں مل خان جب جھنگ کا حاکم تھا تو اُس دور میں ہیر کا انتقال ہوا۔

تریموں کی تاریخی حیثیت واضح کرنے سے پہلے میں دریائے چناب اور جہلم پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ حقیقت میں تو جھنگ کو تین دریا سیراب کرتے ہیں۔ چناب، جہلم اور راوی۔ چناب اور جہلم کا ملاپ تریموں کے مقام پر ہوجاتا ہے اور راوی شورکوٹ کے علاقے میں ان دریاؤں میں شامل ہوجاتا ہے۔ تریموں کی تعمیر ۱۹۳۵ء میں شروع ہوئی اور ۱۹۳۷ء میں مکمل ہوئی۔ اگرچہ یہ پل اپنی طبعی عمر سے تجاوز کر چکی ہے لیکن اللہ توکل پر لوگ اسے اپنی قوت ایمانی کے بل بوتے پر بے خطر عبور کرتے رہتے ہیں۔ اب تریموں پر عیدین اور اہم قومی و تاریخی دنوں پر بہت زیادہ رش ہوتا ہے چودہ اگست، ۲۳ مارچ اور دیگر اہم تواریخ پر لوگ گروہ در گروہ تریموں کا رخ کرتے ہیں۔ کشتی رانی، پیراکی، مچھلیوں کا پکڑنا اور پانی کا شور زندگی کے پرآشوب ہنگاموں سے کسی حد تک سیر کرنے والوں کو بے نیاز کر دینے والے عوامل و مشاغل ہیں۔ وہاں پر پارک بھی موجود ہے اور تلی ہوئی مچھلی کے کئی اسٹال موجود ہیں۔ جہاں مچھلی کھانے کے شوقین اپنا یہ شوق پورا کرتے ہیں اور عزیز و اقارب اور گھر والوں کے لیے مچھلی کا گوشت لے جاتے ہیں۔

جھنگ کی تحصیل شورکوٹ میں شورکوٹ بھڑ مختلف قوموں کے عروج و زوال کی داستان اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ بھڑ اپنے اندر کئی رازہائے سربستہ رکھتا ہے۔ کلچر کے علاوہ عبرت بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

شورکوٹ کینٹ کا رفیقی بیس سرفراز رفیقی کی داستانِ شجاعت کا آئینہ دار ہے پاک فضائیہ کے اس بیس نے بھی جھنگ کی شناخت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہاں کیا جانے والا ۶ ستمبر کا فضائی مظاہرہ لوگوں کی توجہ کا مرکز ہوتا ہے۔

جھنگ کے دیگر قابلِ ذکر مقامات میں چناب کالج جھنگ، چناب پارک، مہدالفقیر اور شکرگنج ملز شامل ہیں، جو قابل دید مقامات کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جھنگ کے اولیائے کرام

جھنگ کی سرزمین صوفیا کرام اور روحانی شخصیات کا مسکن ہے۔ جھنگ کے اولیائے کرام اپنی کشف و کرامات، درویشی، صوفیانہ رنگ اور عارفانہ کلام کی وجہ سے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اولیائے جھنگ کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔ ان مقدس ہستیوں کے کارہائے نمایاں سے مرتب ہونے والے اثرات نے جھنگ کے کلچر کو روایات و اخلاقیات کے تابع بنایا۔

جھنگ میں اولیائے کرام کا ورود پہلی صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ عبدالرحمٰن عباس ہاشمی جو اموی دور میں سندھ سے شورکوٹ آئے۔ دوسری صدی ہجری میں جلال الدین محمود غازی عرف غازی پیر شورکوٹ پہنچے۔ تیسری صدی ہجری میں اصحاب نامی بزرگ جن کا مزار قصبہ وجھلانہ جھنگ بھکر روڈ پر موجود ہے۔ انھوں نے تیسری صدی میں وفات پائی۔ یہ محمد بن قاسم کے ساتھ آئے۔ دورانِ جہاد شہادت پائی۔

چوتھی صدی ہجری میں قصبہ صحابہ میں ایک بزرگ حضرت نور اصحاب کا مزار موجود ہے۔ چھٹی صدی ہجری میں حضرت امام نقیؑ کے اولاد سے خیر شاہ شورکوٹ آئے اور یہاں مخدوم نورنگ جہانیاں کہلائے۔ ساتوں صدی ہجری میں مخدوم برہان الدین علاقہ جھنگ میں بسلسلہ رشد و ہدایت تشریف لائے۔ جھنگ میں آٹھویں صدی ہجری میں چار اولیائے کرام نے تبلیغ و اشاعت سے اس سرزمین کو منور کیا۔ شاہ اسماعیل بخاری جو سید شاہ جلال سرخ بخاری کے خاندان سے تھے دوسرے بزرگ شیخ جواہر جن کو شیخ چوہڑ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تیسرے بزرگ چناب اور جہلم کے درمیانی علاقہ وچھن کے موضع تلواڑہ کھوکھراں میں مخدوم گل شیر جو اُچ گیلانیاں سے تشریف لائے اور اس علاقے کو اپنی رشد و ہدایت سے فیض پہنچایا۔

چوتھے بزرگ حضرت ماجھی سلطان ہیں جو حضرت شاہ محمد شیرازی کی دعا سے پیدا ہوئے۔آپ نے ساندل بار کے لوگوں کو راہ حق سے آشنا کیا۔جھنگ کا علاقہ ماجھی سلطان آپ کے نام سے معروف ہے۔ان کے علاوہ حضرت شیخ کبیر نیکو کارہ حضرت مسلم بن عقیلؓ کی نسل سے تھے۔موضع باغ میں آپ کا مدفن ہے۔حضرت شاہ ابوالمعالی کی اولاد سے ایک بزرگ سید مہدی جمال الدین جو اپنے علاقے میں سلطان پاک راہ کے نام مشہور ہوئے۔آج انھیں سلطان پاکھرا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔آپ کا انتقال ۱۰۲۶ہجری میں ہوا اور یہیں موضع سلطان پاکھرا تحصیل جھنگ میں دفن ہیں۔

سید محبوب عالم المعروف حضرت شاہ جیونہ کروڑیہ کی پیدائش ۸۹۵ہجری کی ہے۔آپ ٹھسکہ میراں، کرنال، پٹیالہ، سامانہ اور لاہور سے گھومتے جھنگ آئے۔آپ کی نگہ شفا بخش کی وجہ سے مایوس مریض زندگی پانے لگے۔مقامی لوگوں نے آپ کو شاہ جیون یعنی زندگی دینے والا کہنا شروع کردیا۔روایت ہے دریا میں ایک کروڑ مرتبہ قرآن مجید ختم کرنے کی وجہ سے شاہ جیونہ کروڑی کہلائے۔آپ کی وفات ۹۷۱ہجری میں ہوئی۔

ابیات باھوؒ کے خالق، روحانیت کے امیر، عارفوں کے سلطان حضرت سلطان باھوؒ ۱۰۳۹ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۱۰۲ہجری میں وفات پائی۔

سید علی شیر سلطان ہاتھی وان کے پوتے قصبہ میرک سیال تحصیل شورکوٹ کے ایک نامور بزرگ گزرے ہیں۔آپ کی پیدائش ۱۲۱۷ہجری اور وفات ۱۳۲۶ہجری ہے۔ابتدائی ایام جھنگ شہر میں گزارے مریدین کے اصرار پر میرک سیال گئے اور وفات کے بعد وہیں دفن ہوئے۔

ان بزرگوں کے علاوہ پیر لکھی شاہ، موضع بھون، قطب دین اعوان موضع بھون، پیر دوڑکی شاہ رستم سرگانہ، پیر ابوالخیر موضع کوٹ خان، شیخ علی موضع ساہجھوال ایسے بزرگ ہیں۔جنھوں نے اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔بابا بودے شاہ چک گوانس اور پیر منگینی شریف بھی قابلِ ذکر ہیں۔

جھنگ کے مرد اولیائے کرام کے علاوہ چند ایک خواتین بھی ولی اللہ گزری ہیں۔جن میں بڑا نام بی بی راستی کا ہے جو حضرت سلطان باھو کی والدہ ماجدہ تھیں۔جن کی بزرگی، عبادت گزاری اور روحانی عظمت کا اعتراف واظہار حضرت سلطان باھوؒ نے اپنے رسائل میں کیا ہے۔عزت بی بی المعروف ہیر بھی عارفہ خاتون تھیں۔جھنگ کے لولے شاہ قبرستان میں مائی ترک کا مزار ہے۔حسنانہ قوم کے لوگ اس کے عقیدت مند ہیں۔چودھویں صدی کی ایک مجذوب خاتون جن کو مائی چھلیانوالی کہا جاتا تھا۔ہاتھوں پاؤں میں چھلے پہنتی تھیں۔بچوں سے خصوصی محبت رکھتی تھیں۔حقہ پیتی تھیں۔ان کی وفات ۱۳۷۷ہجری میں ہوئی ان کا مزار محلّہ حسنانہ میں ہے اور ۱۱ہاڑ کو عرس منایا جاتا ہے۔(۵۲)

جھنگ کی لوک کہانیاں

جھنگ کی تاریخی اہمیت کے علاوہ جو اسباب وواقعات جھنگ کی شہرت کا باعث بنے اُن میں لوک داستان ہیر رانجھا، مرزا صاحباں اور سہتی مراد سرفہرست ہیں۔مائی ہیر کے مقبرے پر سالانہ میلہ جشنِ بہاراں کے نام سے لگتا ہے۔کچھ عرصے سے اس کا تسلسل قائم نہیں رہ سکا۔مائی ہیر سٹیڈیم کو کئی سیاسی شخصیات کے نام سے منسوب کر کے ضلعی انتظامیہ نیک نامی اور ہمدردیاں حاصل کرتی رہی ہے۔لیکن آج بھی یہ سٹیڈیم مائی ہیر سٹیڈیم کے نام سے ہی مشہور ہے۔

جھنگ کی تہذیب وثقافت

جھنگ کے لوگوں کو جھنگوی کلچر سے پہچانا جاتا ہے۔لباس میں عام طور پر کُرتا، دھوتی اور پگڑی استعمال کی جاتی ہے۔دیہاتی عورتیں بھی

خصوصاً بزرگ خواتین آج بھی تہمد استعمال کرتی ہیں۔لیکن شلوار قمیص جو ہمارا قومی لباس ہے، اب اُس کو فروغ مل رہا ہے۔شہروں اور دیہاتوں میں یکساں اسے مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ جھنگ کے غربی علاقے جھنگوی کے ساتھ ساتھ تھلوچی کلچر کا رنگ بھی لیے ہوئے ہیں۔

جھنگ کے لوک گیت اور لوک رقص بھی جھنگ کی تہذیب وثقافت کے آئینہ دار ہیں۔ جھنگ کلچر میں مردوں کا مخصوص رقص لڈی، دھریس، جھمر، دھمال بہت مقبول ہیں۔شادی بیاہ کے موقع پر دھریس، جھمر اور میلے یا عرس کے موقع پر دھمال سے شوق پورا کیا جاتا ہے۔جھمر کے کئی انداز اور زاویے مقبول ہیں۔لوک گیتوں میں ماہیا، ڈھولا، لوری، سہرے اور گھڑولی کے گیت بہت مقبول ہیں۔ جو جھنگ کی ثقافت اور تمدن کے آئینہ دار ہیں۔ جھنگ کی دستکاریوں میں وولن سنٹر جھنگ کی وول کی مصنوعات بین الاقوامی سطح پر شہرت رکھتی ہیں۔لنگی، کھُسہ، کھیس اور کڑھائی کے مختلف انداز جھنگ کی تہذیب وثقافت کے مختلف رنگ ہیں۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ جھنگ اور اہل جھنگ کی رونقوں کو سلامت رکھے۔آمین!

خدا کرے کہ مری ارض پاک پر اترے وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو